کفار و مشرکین شیعہ غیر مقلدین مغرب زدہ مسلمان اور جاہل طبقہ کے اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جامع دلچسپ

جوابات

مسمیٰ بہ

اشرف الجواب

اردو عکسی مکمل

منتخب از خطبات

تالیف

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

اضافات

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند

باہتمام

وقار علی ابن مختار علی

ناشر

مکتبہ تھانوی دیوبند ضلع سہارنپور

اشرف الجواب

اردو عکسی مکمل

تصنیف ــــ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رح

اضافات ــــ حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند

طابع ــــ وقار علی ابن مختار علی

مطبع ــــ تھانوی آفسیٹ پرنٹرس

ناشر ــــ مکتبہ تھانوی دیوبند ضلع سہارنپور

کاتب ــــ قمر الدین اعظمی

صفحات ــــ ۶۲۴

سن طباعت عکسی ایڈیشن ــــ اپریل ۱۹۹۰ء

ناشر

مکتبہ تھانوی دیوبند یوپی

فہرست مضامین حصہ اول

منظور کرلی چنانچہ ایک عمدہ قمیص لایا گیا جس کو پہن کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے دو چار ہی قدم چلے تھے کہ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا۔ میرے دوستو! تم اپنے بھائی عمر کو ہلاک ہی کرنا چاہا تھا واللہ میں دیکھتا ہوں کہ اس لباس اور اس سواری سے میرا دل بگڑنے لگا ہے تم میرا دہی پیوند لگا قمیص اور اونٹ لے آؤ میں اسی لباس میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلوں گا۔

اے صاحبو! جب ایسے شخص کا دل قیمتی لباس سے بگڑ رہا ہے تو ہمارا دل اور ہمارا منہ نہ بگڑیگا۔ پھر ہم اپنے قلب کی نگہداشت سے اتنے غافل کیوں ہیں۔ اور ہم کو کس چیز نے مطمئن کر دیا ہے کہ ہمارے لئے کوئی لباس مضر نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ نحن قوم الخ واقعی بات یہی ہے کہ اگر ہم خدا کے مطیع و فرمانبردار رہیں تو ہم سادہ لباس میں بھی معزز ہیں ورنہ قیمتی لباس سے بھی کچھ عزت نہیں ہو سکتی ؎

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است!
باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

خوبصورت چہرہ کو زیب و زینت کی ضرورت نہیں وہ تو ہر لباس میں حسین ہے۔ بناوٹ کی احتیاج اس کو ہے جس کو قدرتی حسن نصیب نہ ہو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اپنا وہی لباس پہن کر چلے اور اونٹ ہی پر سوار ہوئے اور اسی لباس اور سواری پر آپ کو دیکھ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ جب آپ فصیل شہر کے قریب پہنچے اور نصاریٰ کو اطلاع ہوئی کہ خلیفۂ اسلام تشریف لے آئے تو ان کا بڑا پادری فصیل پر آیا اور کتاب کھول کر حضرت عمرؓ کے حلیہ کو ان اوصاف میں ملانے لگا جو کتاب میں لکھے ہوئے تھے اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ ایسے لباس اور ایسی سواری پر تشریف لادیں گے اس معمولی لباس ہی میں آپ کی عزت مخفی تھی ؎

ع کہ آب چشمۂ حیوان درون تاریکی است

اگر آپ قیمتی لباس میں آئے تو پیشین گوئی پوری نہ ہوتی۔ چنانچہ پادری نے جب سارے اوصاف کتاب کے موافق دیکھ لئے تو وہ چیخ مار کر گر پڑا اور کہا کہ جلدی سے قلعہ کا دروازہ کھول دو۔ (بخدا یہی وہ شخص ہے جس کا لقب توراۃ میں حدید ہے)۔ یہی فاتح بیت المقدس ہے تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بدون جنگ و جدال کے بیت المقدس کو فتح کر دیا۔

مولانا گنج مرادآبادیؒ

تو صاحبو! ہمیں تکلیف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں۔ ہماری عزت تو سادگی ہی میں ہے۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اسی زمانہ میں ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ سے لفٹنٹ گورنر نے ملنے کی اجازت

چاہی۔ یہاں سے اجازت ہوگئی۔ اس وقت تو آپ یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ لفٹنٹ گورنر کے واسطے سونے کی کرسی ہم کہاں سے لائیں گے۔ خدام نے عرض کیا کہ اس کی حاجت نہیں وہ چوبی کرسی پر بیٹھ سکتے ہیں چونکہ لفٹنٹ گورنر اس وقت مہمان ہو کر آرہے تھے اور مہمان کی مدارت اس کے مذاق کے موافق ہوتی ہے اسلئے یہ خیال ہوا مگر یہ سارے منصوبے پہلے ہی پہلے تھے۔ وقت پر کچھ بھی اہتمام نہیں کیا گیا بلکہ آپ کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ لفٹنٹ گورنر کس دن آئیں گے چنانچہ جب دن آیا اور لفٹنٹ گورنر حضرت کی خانقاہ میں پہونچے تو وہاں کوئی تکلف نہ تھا۔ سب معمولی سامان تھا۔ بعد ملاقات لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ حضرت ہمیں کچھ نصیحت و وصیت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا ظلم کبھی نہ کرنا۔ پھر اس نے درخواست کی کہ ہم کو کچھ تبرک عطا فرما دیا جاوے۔ فرمایا میرے پاس کیا رکھا ہے۔ پھر خادم سے فرمایا کہ ارے دیکھنا، مٹھائی کی ہنڈیا میں۔ کچھ ہو تو ان کو دے دو۔ یہ مانگ رہے ہیں چنانچہ ہنڈیا میں سے مٹھائی کا چورا تھوڑا تھوڑا سب کو دے دیا گیا جس کو سب نے نہایت ادب سے لیا اور بڑے خوش خوش واپس ہوئے۔

تو دیکھئے مولانا کو اول تو اس زمانہ کے لحاظ سے کچھ تکلف کا خیال ہوا بھی تھا۔ مگر آخر میں یہ سارے منصوبہ مٹ گئے۔ اور وہی اسلامی سادگی رہ گئی اور اسی میں ان کی عظمت و عزت ظاہر ہوئی ؎

بگڑنے میں بھی زلف ان کی بنا کی
نہ کچھ شوخی چلی باد صبا کی!!

بے تکلفی

غرض ہم کو اسلامی سادگی پر رہنا چاہیئے اگر کسی مسلمان کی خاطر سے کچھ تکلف بھی کیا جائے تو اس میں بھی اعتدال اسلامی کا لحاظ ضروری ہے۔ مبالغہ نہ کیا جائے اس میں ہماری عزت ہے۔ مگر آج کل مسلمان تقلید یورپ میں اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ ان کا لباس اور ان کا طرز معاشرت ان کا طریقہ تمدن و تجارت اختیار کر کے ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں مسلمان کی عزت نہیں۔

ایک واقعہ

ایک بار میں بریلی میں تھا۔ بھائی سے ایجنٹ نے کہا کہ ہم آپ کے بھائی سے ملنا چاہتے ہیں۔ بھائی نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا۔ ہم خود تو حکام سے نہیں ملتے لیکن جب وہ خود ملنا چاہتے ہیں تو اعراض کرنا بُرا ہے۔ آخر وہ حاکم ہیں۔ ہم کو حقِ حکومت کا لحاظ ضروری ہے میں چلوں گا۔ بھائی نے میرے واسطے قیمتی لباس کا اہتمام کرنا چاہا میں نے کہا ہرگز نہیں۔ جس لباس میں میں یہاں آیا ہوں۔ اسی میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں اچکن اور کرتہ میں

ان سے ملنے گیا وہ شاید غسل کر رہے تھے ۔ ہم کرسیوں پر جا کر بیٹھ گئے عصر کی نماز کا وقت آگیا ۔ اور میں نے اور بھائی نے ان کے بنگلہ ہی میں نماز پڑھی ۔ پھر وہ آ کر ملے اور مجھ کو اپنی خاص کرسی پر بیٹھایا اور خود ایک معمولی کرسی پر بیٹھ گئے ۔ میں نے اصرار بھی کیا مگر نہیں مانے ۔ پھر نہایت احترام کے ساتھ باتیں کیں ۔ اور تھوڑی دیر میں رخصت ہو کر آگئے ۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں انگریزی لباس میں ملتا تو وہ عزت ہرگز نہ ہوتی جو اسلامی لباس میں ہوئی ۔

کلکتہ میں مولوی عبدالجبار صاحب وائسرائے سے عبا اور چوغہ پہن کر اور عمامہ باندھ کر ملے دوسرے رؤسا انگریزی لباس میں گئے تھے تو وائسرائے نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب آپ اس لباس میں شہزادے معلوم ہوتے ہیں یہ لباس بڑی راحت کا ہے ۔ اور ہمارا لباس بہت تکلیف دہ ہے مگر ہم اپنی قومی وضع سے مجبور ہیں ہم کو آپ کے لباس پر بہت رشک آتا ہے ۔

غرض ہم کو جو شریعت نے تعلیم دی ہے اس پر چلنا چاہیئے ۔

(مطاھر الاموال ص۲۲)

۶۲ - علماء پر ایک اعتراض کا جواب

مجھے اس وقت اس سے تو بحث نہیں کہ مسلمانوں کی ترقی ... انگریزی پڑھنے پر موقوف ہے یا نہیں ۔ فرض کر لیجئے کہ اسی پر موقوف ہے اور بدون اس کے مسلمانوں کو ترقی نہیں ہو سکتی ۔ مگر اس پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے انگریزی نہ پڑھنے کا الزام آیا علماء پر لگانا صحیح ہے یا غلط؟ سو پوچھتا ہوں کہ کیا علماء صرف انگریزی ہی سے منع کرتے ہیں ۔ یا علم دین حاصل کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں ۔ اور بتلایئے کسی اور بات سے بھی منع کرتے ہیں ؟ یقیناً وہ بہت سی باتوں سے منع کرتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنے سے غیبت کرنے اور کسی کا حق دبانے سے اگر مسلمان انگریزی علماء کے منع کرنے سے نہیں پڑھتے" تو ان کے کہنے سے علم دین کیوں نہیں پڑھتے" ۔ اگر یہ مولویوں کا اثر ہوتا تو دوسری باتوں میں بھی تو ہوتا صرف اسی ایک بات میں اثر کیوں ہوا ۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان انگریزی پڑھنے میں دوسری قوموں سے اپنی سستی کی وجہ سے پیچھے ہیں کہ ان سے محنت نہیں ہوتی ۔ یا افلاس کی وجہ سے کہ ان کے پاس انگریزی تعلیم کے مصارف کے لئے رقم نہیں

علماء کے منع کرنے سے کوئی رکتا ۔ الا ماشاء اللہ وہو نادر والنادر کالمعدوم ۔ مگر آج کل تو الزام ملنے میں علماء کی وہی حالت ہے جیسے ایک بھٹیاری کی حکایت ہے گو حکایت تو فحش ہے مگر مولانا نے اس سے بھی زیادہ فحش حکایتیں مثنوی میں لکھی ہیں اور ان سے علوم نکالتے ہیں اس لئے بیان کرتا ہوں ۔

ایک بھٹیاری کا قصہ

قصہ یہ ہے کہ ایک سپاہی سرائے میں ٹھیرا اور بھٹیاری کو کھانا پکانے کیلئے جنس دی ۔ بھٹیاریاں اکثر جنس چرایا کرتی ہیں اس لئے سپاہی اس کے پاس مسلط ہو کر بیٹھ گیا اس نے بہت کوشش کی کہ آنکھ بچا کر چراؤں مگر سپاہی نے موقع ہی نہ دیا ۔ اب اس نے یہ تدبیر کی کہ جب سپاہی کھانا کھانے بیٹھا تو ساتھ میں اپنے لڑکے کو بھی بٹھا دیا کہ تو بھی کھالے ۔ شریف آدمی کا دسترخوان پر سے کسی کو اٹھانا گوارا نہیں ہوتا ۔ اس لئے سپاہی خاموش ہو گیا ۔ اتفاق سے بھٹیاری کی ریح زور سے صادر ہو گئی ۔ اس کے خفت اتارنے کو اپنے بچے کے ایک دھپ لگایا کہ دور موئے کھانا کھاتے ہوئے کیا کرتا ہے ۔ سپاہی کو انتقام کا موقع ملا ۔ اس نے قصداً ریح صادر کی اور زور سے ایک چپت لڑکے کو رسید کیا اور کہا یاد رکھ کرے گا کوئی مگر پٹے گا تو ہی ۔ اس سے بھٹیاری کو بھی بتلا دیا کہ تیری حرکت کو میں سمجھ گیا ہوں

بس یہی حال آج کل کے مسلمانوں نے علماء کا کر رکھا ہے کہ کرے کوئی مگر الزام انھیں پر ہوگا ۔ انگریزی نہ پڑھنے کا الزام بھی مولویوں پر اور مسلمانوں کے تنزل وافلاس الزام بھی علماء پر اور جاہل اور مرتد ہونے کا الزام بھی ان ہی پر ۔ مسلمانوں کی نا اتفاقی کا الزام بھی انھیں پر ۔

(اصلاح ذات البین ص۱۶)

۶۳ - اس اعتراض کا جواب کہ شریعت قید محض ہے

ہمارے ترقی یافتہ بھائی آزادی کا بہت دم بھرتے ہیں ۔ اور شریعت کو قید بتلاتے ہیں ۔ ہم تو اس کا برعکس دیکھ رہے ہیں کہ لوگ مقید ہیں اور ہم آزاد ہیں ۔

ایک صاحب کانپور میں کوٹ ، پتلون ، بوٹ ، سوٹ سے کسے کسائے میرے پاس آئے ۔ وہ بیٹھنا چاہتے تھے ۔ کرسی پر وہ سہولت سے بیٹھ جاتے لیکن ہم غریبوں کے پاس کرسی کہاں ۔ ہمارے لئے تو چٹائی پر بیٹھنا فخر ہے ۔ اب وہ کھڑے ہیں ۔ لیکن کھڑے